خبر نامہ این بی ٹی

جلد-1 شمارہ-4

جنوری تا مارچ 2007

کراچی میں ہندستانی کتابوں کا بازار!



کہنے کو تو یہ کراچی بین الاقوامی کتاب میلہ تھا، لیکن یہاں ہر ایک کتاب دوست کی پہلی خواہش تھی کہ ہندستانی ناشروں کی کتابیں کچھ نہ کچھ ضرور خریدیں۔ کراچی کے ایکسپو سینٹر میں منعقد دوسرے بین الاقوامی کتاب میلہ میں تقریباً 150 ناشروں نے شرکت کی جن میں ہندستان سے 31 ناشروں نے میلہ کو رونق بخشی۔ نیشنل بک ٹرسٹ، ایس چاند اینڈ کمپنی، انجمن ترقی اردو، بی جین پبلشر، چودھری ایکسپورٹ ہاؤس، سی بی ایس پبلشر، ڈائمنڈ گروپ، جائیکو پبلشر، لکشمی پبلیکیشنز وغیرہ ہندستانی ناشرین اپنی ہزاروں کتابوں کے ساتھ یہاں قارئین کی دلچسپی کا مرکز بنے رہے۔ میلہ کا افتتاح پاکستان کے محکمہ تعلیم کے فیڈرل وزیر جناب جاوید اشرف قاضی اور صوبہ سندھ کی وزیر تعلیم محترمہ ڈاکٹر حمیدہ کھوہرو نے کیا۔ اس جلسے کے مہمان خصوصی پروفیسر اشتیاق احمد تھے۔ کتاب میلے کے افتتاحی تقریب کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے پروفیسر اشتیاق احمد نے کہا کہ جنوب ایشیا میں خواندگی کی شرح کے معاملہ میں پاکستان، سری لنکا اور ہندستان کے بعد تیسرے نمبر پر ہے اور یہاں 'بک کلچر' کے 'پروموشن' کی بے انتہا ضرورت ہے۔ ڈاکٹر حمیدہ کھوہرو نے سندھ میں لکھنے اور پڑھنے کی مضبوط روایت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ سندھی کے نایاب مسودے کی حفاظت کے ساتھ ساتھ اسے منظر عام پر لانے کو ترجیح دینا چاہئے۔

حکومت پاکستان کے وزیر تعلیم جنرل جاوید اشرف قاضی نے دوٹوک لفظوں میں کہا کہ ہمیں اس غلطی کا سدباب کرنا چاہئے کہ پاکستان کی تاریخ محمد بن قاسم سے شروع ہوتی ہے بلکہ حقیقت ہے کہ پاکستان کی تاریخ بھی موہن جوداڑو سے شروع ہوتی ہے۔ کراچی میں ہندستانی کتابوں میں لوگوں کی دلچسپی کا عالم یہ تھا کہ افتتاحی تقریب کے ختم ہونے تک این بی ٹی کے اسٹال سے اردو کی کتابیں فروخت ہو چکی تھیں۔ یہاں صرف اردو، انگریزی اور سندھی زبان کی کتابیں ہی این بی ٹی اسٹال پر نمائش کے لیے رکھی گئی تھیں۔ پاپولر سائنس، فوکلور، سوانح اور بچوں کی کتابیں زیادہ مقبول تھیں۔ کراچی کتاب میلہ میں عوام ہندی کی کتابوں کے بارے میں بھی دلچسپی لے رہے تھے۔ اس کتاب میلے کے دوران ٹرسٹ کی ڈائریکٹر محترمہ نزہت حسن اور اردو ایڈیٹر، ڈاکٹر شمس اقبال نے پاکستان میں کتابوں کی دنیا سے جڑی اہم شخصیات سے تبادلۂ خیال کیا۔ جن میں عزیز خالد، صدر اردو اکادمی سندھ، اقبال صالح محمد، کنوینر کتاب میلہ، اسلم راؤ، سکریٹری نیشنل بک فاؤنڈیشن، غیاث الدین، منیجنگ ڈائریکٹر نیشنل بک فاؤنڈیشن، پروفیسر حیدر ملک، نقاد اور کہانی کار اے۔ خیام، ڈرامہ کی دنیا کا معتبر نام محترمہ ثریا الیس باجیا وغیرہ اہم ہیں۔



کولکاتہ میں ٹرسٹ کی اردو کتابوں کا رسم اجراء

نیشنل بک ٹرسٹ کے ذریعہ اردو میں ترجمہ اور شائع شدہ دو اہم تخلیقات کی رونمائی پچھلے دنوں آٹھویں کل ہند اردو کتاب میلے کولکاتہ میں منعقدہ ایک تقریب میں ہوئی۔ یہ کتابیں تھیں آتم پرکاش (اصل بانگلہ مصنف: سنیل گنگوپادھیائے، ترجمہ خورشید اکرم)، نوکری قمیص (اصل ہندی مصنف: ونود کمار شکل، ترجمہ مسعود فاروقی) معروف شاعر اور کئی کتابوں کے مصنف جناب قیصر شمیم نے مذکورہ کتابوں کا اجرا کیا۔



اردو کی دو کتابوں کے رسم اجراء کے موقع پر بائیں سے ڈاکٹر رئیل صدیقی، قیصر شمیم، خورشید اکرم اور ظہیر انور

اپنی تقریر میں انھوں نے تراجم کے کام کے لیے نیشنل بک ٹرسٹ کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اس طرح کے میل جول سے ہماری ثقافت کو پورے ملک میں بڑھاوا ملتا ہے۔ یہ ایک دوسرے کے ادب کو سمجھنے کا موقع عطا کرتا ہے۔

'آتم پرکاش' پر ظہیر انور اور 'نوکری قمیص' پر ڈاکٹر رئیل صدیقی نے تبصرے پیش کیے۔ اس موقع پر کولکاتا کی معروف ہستیاں موجود تھیں۔ جن میں سابق ریاستی وزیر محمد امین احمد، افضال احمد، سکریٹری مغربی بنگال اردو اکادمی، ف. س. اعجاز، مشتاق انجم، فراغ روہوی، صدیق عالم وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

پروگرام کے شروع میں ڈاکٹر شمس اقبال نے مہمانوں کا استقبال کرتے ہوئے ٹرسٹ کی مختلف سرگرمیوں کا احاطہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں اس بات پر زیادہ دھیان دینے کی ضرورت ہے کہ مختلف زبانوں میں کس طرح کا ادب فروغ پا رہا ہے۔ اگر ہم ان باتوں سے نابلد رہے تو ہمیں اس بات کا بھی علم نہ ہوگا کہ مختلف ہندستانی زبانوں میں کیا رجحان آگے بڑھ رہا ہے اور اس سے ادب کی رفتار کا اندازہ نہیں ہوگا۔ ان ہی خیال کو ملحوظ رکھتے ہوئے این بی ٹی مختلف زبانوں کے تراجم اردو میں شائع کر رہی جس کی پذیرائی بھی ہو رہی ہے۔ شکریہ کی تجویز ٹرسٹ کے مشرقی علاقے کے ریجنل منیجر کے کے داس نے کیا۔

ہماری مطبوعات

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا نے قومی سوانح سلسلہ کے تحت 'یوسف مہر علی' کی سوانح شائع کی ہے جس کے مصنف مدھو دنڈوتے ہیں۔ اردو ترجمہ نند کشور وکرم نے کیا ہے۔ اس کتاب سے ایک مضمون ہم اپنے قارئین کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

موت..... غداری کا فعل

ممکن ہے کہ موت ہی تمھارا آخری تحفہ ہو لیکن یہ غداری کا فعل نہیں ہونا چاہیے

...ڈاگ ہیمر شولڈ

2 جولائی 1950 کو سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی علی الصباح یوسف مہر علی کی زندگی کی شمع جسادالہ نرسنگ ہوم میں گل ہوگئی۔ یوسف کے گہرے دوست اور ساتھی جے پرکاش نارائن ان کے آخری لمحات میں ان کے پاس تھے۔ انھوں نے اشک آلود آنکھوں سے انھیں دم توڑتے ہوئے دیکھا۔ قوت و سرگرمی سے بھرپور ایک چاق و چوبند زندگی کا وقت سے پہلے صرف 47 برس کی چھوٹی سی عمر میں انتقال ہوگیا۔ اس المیے کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور ہمدردانہ خراج عقیدت پیش کیے جانے لگے۔ جذبات سے مغلوب جے پرکاش نارائن نے کہا:

''میں یوسف مہر علی کی وقف زندگی کو ہمیشہ ایک ایسی ہستی کے طور پر دیکھتا رہوں گا جس کا مقام گاندھی جی کے بعد سب سے اول ہے۔''

صدر جمہوریہ ہند راجندر پرساد نے یوسف مہر علی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا: ''میرے لیے وہ ایک عزیز دوست اور ملک کے مخلص اور جاں نثار خادم تھے۔ ان کے چھوٹی سی عمر میں انتقال کر جانے سے عوامی زندگی کو زبردست نقصان پہنچا ہے۔''

وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے مہر علی کے انتقال پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: ''مجھے یہ جان کر گہرا دکھ ہوا ہے کہ یوسف مہر علی کی بمبئی میں وفات ہوگئی ہے۔ اگرچہ ایک طویل بیماری نے انھیں اپاہج بنا دیا تھا تاہم ان کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رقص کرتی رہتی تھی۔ وہ اپنے واقف کاروں کے لیے عزیز دوست تھے۔ وہ دیش کی جنگ آزادی کے ایک بہادر اور بے باک مجاہد تو تھے ہی، ان میں اعلیٰ درجے

کی ایمانداری وشرافت کی خوبی بھی تھی۔ جس کی وجہ سے سب ان کا انتہائی احترام کرتے تھے۔ اس عزیز دوست اور کشادہ دل انسان کی وفات سے ہمیں بھاری نقصان ہوا ہے اور ہم سب مفلس ہو گئے ہیں۔''

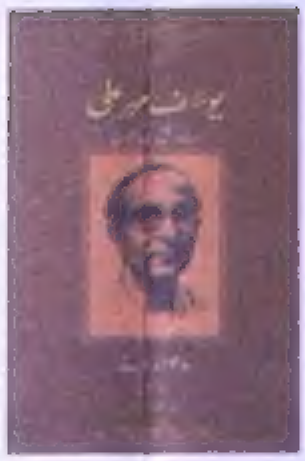
آچاریہ نریندر دیو نے فرمایا: ''مہر علی ایک قوی اور سرگرم شخصیت کے مالک تھے اور ہندوستانی سیاست میں لاثانی ہستی۔''

آچاریہ کرپلانی نے اپنا خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا: ''مہر علی نے ہی ہمیں بتایا تھا کہ انسانی بھلائی کے لیے سیاسی پارٹیوں اور مذاہب کے بیچ میں حائل اختلافات کی خلیج کو آدرشوں اور پیار کے ذریعے پاٹا جاسکتا ہے۔''

اشوک مہتہ نے مہر علی کو سوشلسٹ تحریک کا ضمیر بتایا تھا اور یوں یاد کیا: ''بیماری نے ان کی زندگی پر غلبہ پالیا مگر ان کی روح کو ذرا بھی ضرر نہیں پہنچا سکی۔''

کملادیوی نے اپنے عقیدت مندانہ پیغام میں کہا: ''یوسف مہر علی انسانوں میں لاثانی ہستی تھے اور ان کے انتقال نے ان کے حلقے میں ایسا خلاء پیدا کر دیا ہے جسے کبھی پُر نہیں کیا جاسکتا۔ ان کی پرخلوص انسانیت نوازی اور اپنے ہر ساتھی میں ذاتی دلچسپی اور توجہ نے انھیں ایک عظیم انسان بنا دیا تھا۔ بہادری اور قربانی کے عظیم کارنامے تو بہت سے افراد انجام دے سکتے ہیں مگر انسان کے کردار کی عظمت، کمزور اور حقیر افراد کے تئیں اس کی شفقت ورحم دکھانے میں پنہاں ہے۔ نڈر تاہم نرم وملائم، حوصلہ مند تاہم روادار، ہر قربانی کے لیے تیار تاہم پیار اور شفقت کی مہر علی ایک بے مثال شخصیت تھے۔ انھیں ایسے جاں نثار اور وفادار ساتھی ملے جو مختلف مذاہب اور سیاسی نظریات کے پیروکار تھے۔ مہر علی سب کے لیے اپنے اصول کا مجسمہ بن گئے تھے جو انھیں خود بھی بہت پسند تھا.... ''خطروں میں جیو۔''

''بامبے کرانیکل'' نے ایک ایڈیٹوریل کالم میں یوسف مہر علی کے تئیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا تھا: ''ایسی دنیا میں جہاں ڈھیروں جھوٹ کھلے میں پھیلا ہوا ہے اور ڈھیروں سچائی اس کے نیچے چھپی ہوئی ہے ایک ایسی شخصیت کی کمی کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا، جو سادگی اور نمایاں خلوص کا مظہر بن گیا تھا۔''



بمبئی کے وزیر اعلیٰ بی۔ جی۔ کھیر نے یوسف مہر علی کے بارے میں فرمایا: ''وہ ایک ایسی شخصیت تھے جو تاحیات کام میں منہمک رہے۔''

یوسف مہر علی کی وفات کے بعد ان کے جسد خاکی کو پہلے سوشلسٹ پارٹی کے سرخ پرچم میں اور پھر قومی ترنگے جھنڈے میں لپیٹ کر جنگ آزادی کی مقدس شان سے وابستہ جناح ہال میں رکھا گیا تاکہ ہزاروں افراد اپنے اس محبوب نوجوان قائد کے دیدار کرسکیں جسے موت نے غداری کر کے ان سے چھین لیا تھا۔ موت نے زندگی کی شاخ سے ایک ایسا پھول توڑ لیا تھا جو پوری طرح کھل بھی نہیں پایا تھا۔

شام کے ٹھیک چار بجے یوسف مہر کے جسد خاکی کا سفر شروع ہوا۔ یوسف کے اس آخری سفر میں جنگ آزادی کے کئی معروف مجاہد بشمول مرارجی ڈیسائی، جیوراج مہتہ، کنچتی شنکر ڈیسائی، نگھین داس ٹی، ماسٹر این۔ ایم۔ چوکسی، مینو مسانی، عابد علی جعفر بھائی اور یوسف کے سوشلسٹ ساتھی جے پرکاش نارائن، ڈاکٹر رام منوہر لوہیا، اشوک مہتہ، ایم۔ ہیرس، راجیوت پٹوردھن، این۔ جی۔ گورے، ایس۔ ایم۔ جوشی اور ہزاروں کی تعداد میں صنعتی کارکن، گماشتے، نوجوان، دانشور اور متوسط طبقے کے ملازمین شامل ہوئے۔ یہ سوچ کر آج بھی دکھ ہوتا ہے کہ ایک بے خوف سیاست داں اور سرگرم سماجی مصلح کو جس وقت قبرستان کی جانب لے جایا جا رہا تھا، اُن کے کچھ ہم مذہبوں نے اس آخری گھڑی میں بھی ان کے ساتھ چار قدم اور انھیں اپنانے سے انکار کر دیا تھا۔ ان میں سے تو کچھ نے تو سامنے سے ان کے جنازے کو آتا دیکھ کر غصے سے کھڑکیاں تک بند کر لی تھیں۔ یوسف اپنے اصلاحی اور انقلابی جذبات کی وجہ سے ہی ان کے غصے کا شکار ہوئے تھے۔

مرض کی اذیتوں سے تباہ حال یوسف مہر علی کا جسم بمبئی کے ڈونگری قبرستان میں سنگ مرمر کی ایک قبر میں ابدی سکون سے پڑا ہے مگر ان کے ساتھی کامریڈ نے صحیح کہا تھا کہ: ''اپاہج بنا دینے والا مرض ان کی روح کو ذرا بھی متاثر نہیں کرسکا۔'' ان کی روح کی تابانی لاتعداد افراد کو اقدار کے تئیں وقف زندگی کی تحریک و ترغیب دے رہی ہے۔ اور یہی وہ میراث ہے جو یوسف اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

2007 تاریخ کے آئینے میں

بھگت سنگھ کی یوم پیدائش کا 100 واں سال اور ان کے شہید ہونے کا 75 واں سال۔ ہندستان کی پہلی جنگ آزادی 1857 کا 150 واں سال۔ لوک مانیہ تلک کی یوم پیدائش کے 150 سال۔ نیشنل بک ٹرسٹ بھگت سنگھ، ہندستان کی پہلی جنگ آزادی اور لوک مانیہ تلک پر مزید کتابیں شائع کر رہی ہے اور سیمینار منعقد کرنے والی ہے۔

نیشنل بک ٹرسٹ



نیشنل بک ٹرسٹ نے افرو ایشین ممالک نام سے نئی سیریز شروع کی ہے۔ اس سیریز کی پہلی کتاب "جاپان" کا رسم اجراء جاپان میں ہندستان کے سابق سفیر جناب ارجن اسرانی نے کیا۔ پروفیسر یاما کوچی ہیروچی کی کتاب ماہر جاپان پروفیسر پی ایم تانکھا، پروفیسر دلی یونیورسٹی اور ڈاکٹر راجا رام پانڈا نے مقالہ پڑھا۔



افرو ایشین ممالک سیریز کے تحت پروفیسر گلشن ڈینل کی کتاب "سعودی عرب" کا رسم اجراء نئی دہلی میں جواہر لعل نہرو یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر پروفیسر ایم ایس اگوانی نے کیا۔



"بھارتیہ ڈاک: صدیوں کا سفرنامہ" کا رسم اجراء نئی دہلی کے ڈاک بھون میں ہوا۔ ریاستی وزیر ڈاکٹر شکیل احمد نے اس کی اشاعت پر نیشنل بک ٹرسٹ کو مبارک باد دی اور کہا کہ اس طرح کی کتاب ہندوستان کی دیگر زبانوں میں بھی شائع ہونی چاہیے۔



گوبند پنے کی لکھی ہوئی کتاب "ای ایم ایس نمبو دری پاد" کی سوانح کا رسم اجراء ہوا۔ مارکس وادی کمیونسٹ پارٹی جنرل سکریٹری جناب پرکاش کرت نے کتاب کی رسم اجراء کرتے ہوئے کہا کہ ای ایم ایس نمبو دری پاد نے مارکسزم نظریے کو ہندوستان میں ایک نیا راستہ دکھایا۔
ہندی کے معروف تنقید نگار جناب نامور سنگھ، جے این یو کے پروفیسر جیاتی گھوش، نیو انڈین ایکسپریس کے ایسوسی ایٹ ایڈیٹر مادھون کٹی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔



مہندر کے پریمی کی کتاب ''پاپولیشن آف انڈیا ان دی نیو ملینیم: سینسس 2001'' کا انڈیا انٹرنیشنل، نئی دہلی میں رسم اجراء ہوا۔ پروفیسر آشیش بوس نے کتاب کا رسم اجرا کیا اور جناب اے آر نندا، پروفیسر منیر عالم محترمہ دی چھابرا نے کتاب کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔



پاپولر علم سماجیات سیریز کے تحت پروفیسر جی ایس بھلا کی کتاب ''کنڈیشن آف انڈین پیزینٹری'' کا رسم اجرا نئی دہلی میں جواہر لعل نہرو یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر پروفیسر جی کے چڈھا نے کیا۔



جسلین دھمیجا کی سوانحی کتاب ''کملا دیوی چٹوپادھیائے'' پر ایک مباحثہ منعقد کیا گیا۔ مہاراشٹر کے سابق گورنر جناب پی سی الکزینڈر نے صدارت کی اور محترمہ کپیلا وتسیاین، اپرنا باسو، اور لیلی طیب جی نے کتاب پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔



گجرات پبلشرس ایسوسی ایشن اور احمد آباد ڈسٹرکٹ انتظامیہ کے تعاون سے 29واں نیشنل بک فیئر احمد آباد میں منعقد کیا گیا۔ گجرات یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب ڈاکٹر سدرشن آینگار نے افتتاح کیا۔ احمد آباد کی کلکٹر محترمہ ڈی تارا مہمان خصوصی تھیں۔ اس بک فیئر میں ''میٹ دی آتھر''، بچوں کے لیے کہانی سنانے کا اجلاس اور مشاعرہ ہوا۔ ''ترجمہ: ایک فن'' کے نام سے ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔

تبصرہ

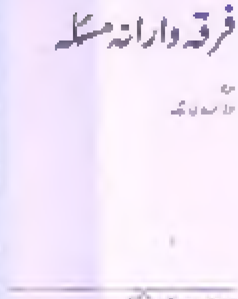
نام کتاب: فرقہ وارانہ مسئلہ　　مترجم: مرزا اے بی بیگ

صفحات: 190　　قیمت: 70 روپے

اشاعت: 2006

ناشر: نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا A-5 گرین پارک، نئی دہلی 110016

مبصر: ایس۔ اے۔ رحمان



یہ کتاب اس فرقہ وارانہ فسادات کی رپورٹ کی تلخیص ہے جو 1931 میں کانپور میں برپا ہوئے تھے۔ یہ زمانہ انگریزوں کے دور حکومت کا تھا اور اس سامراجی حکومت نے کانپور فسادات کی تحقیقاتی کمیٹی جو انڈین نیشنل کانگریس کی نامزد چھ ممبران پر مبنی تھی، کی رپورٹ کی سرکولیشن پر پابندی لگادی تھی۔ ہندو مسلم فسادات آج بھی ہمارے ملک کا مقدر ہیں اور ملک میں آئے دن کہیں نہ کہیں ہندو مسلم اختلاف اور آپس میں تناؤ پنپتا رہتا ہے۔ بابری مسجد کی شہادت ہو یا اس کے ردعمل میں ملک کے مختلف حصوں میں ہونے والے فسادات، خاص طور سے ممبئی کے فسادات یا اس کے چند برس بعد گودھرا سانحہ۔ فسادات میں ہلاک تو ہندو مسلمان ہوتے ہیں لیکن نقصان پورے ملک کا ہوتا ہے۔ ان فسادات سے دنیا بھر میں ملک کی امیج خراب ہوتی ہے اور معاشی دباؤ پوری قوم پر پڑتا ہے۔ ہمارا ملک ہندستان سیکولر جمہوریت ہے جہاں مختلف مذاہب اور عقائد کے لوگ بستے ہیں۔ یہ کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ آزادی کے ساٹھ سال بعد بھی اس ملک کے باشندے ابھی بھی مذہبی بنیادوں پر لڑنے مرنے کو تیار رہتے ہیں۔ چونکہ چند سیاسی پارٹیاں اپنے ووٹ بینک کے لیے عموماً مذہب کے نام پر ایسے پینترے کھیلتی رہتی ہیں کہ آپسی اختلاف پنپتے رہتے ہیں اور وہ حسب ضرورت ان اختلافات کو فسادات کا روپ دے کر اپنی اپنی روٹیاں سینکتے رہیں۔ فسادات کی وجوہ جاننے کے لیے ہی تحقیقاتی کمیٹیاں مقرر کی جاتی ہیں۔ یہ کمیٹیاں اپنا کام کرتی ہیں۔ فسادات کی وجوہ تلاش کرتی ہیں، فسادیوں کی شناخت کرتی ہیں، اپنے مشورے دیتی ہیں لیکن بجائے ان رپورٹوں پر کارروائی کرنے کے انھیں ایک کونے میں ڈال کر فراموش کردیا جاتا ہے۔

آزادی سے پہلے کانپور فسادات رپورٹ کے ساتھ بھی ہوا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ سامراجیوں کی حکومت تھی جو ہندو مسلم اختلافات کو ہوا دے کر اپنی حکومت کو اپنی مرضی سے چلاتے تھے مگر آزادی کے بعد ایسا کیوں ہورہا ہے۔ اب تو قومی حکومت ہے پھر بمبئی فسادات کے متعلق سری کرشنا کمیشن کی رپورٹ کو اور گودھرا کے متعلق بنرجی رپورٹ کو کیوں داخل دفتر یا مسترد کیا جارہا ہے؟ بہرحال ہندو مسلم فسادات کے تعلق سے تو مسئلے ہیں اور مزید مسئلے اٹھتے بھی رہیں گے لیکن بات ہے، زیر تبصرہ کانپور فسادات پر تحقیقاتی کمیٹی رپورٹ کی جس کا اردو ترجمہ یقیناً ایک بڑا اور اہم کام ہے۔ اس سے پتہ چل سکے گا کہ آزادی سے پہلے ہندو مسلم فسادات کی کیا نفسیات تھی اور آزادی کے بعد کیا ہے؟ اس رپورٹ کے پیش نظر جس میں "جدید ہندستان میں فرقہ واریت کے آغاز اور اس کے ارتقا اور فروغ کے متعلق بہترین ممکن الحصول تجزیہ (کیا گیا) ہے اور ساتھ ہی اس (فسادات) کے سدباب اور اسے جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی تدابیر (بھی) پیش (کی گئی ہیں) شاید ایسے اقدامات کیے جاسکیں جن سے ہندو مسلم فسادات پر روک لگ سکے اور اس سوچ کو ختم کیا جاسکے کہ ہندو اور مسلمان کے رشتے فطری اور تاریخی دونوں لحاظ سے "مخاصمانہ" ہیں۔ اس رپورٹ میں تاریخی حوالوں سے دونوں فرقوں کے صدیوں پرانے مثبت روابط کے ثبوت مہیا کیے گئے ہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ اچھا کام تاخیر سے متاثر نہیں ہوتا۔ بھلے ہی یہ رپورٹ اردو میں 70-80 سال بعد چھپی ہو لیکن آج بھی یہ وقت کی اہم ضرورت کے تعلق سے رہنمائی کا کام کرسکتی ہے۔ ترجمہ رواں ہے البتہ پروف کی اغلاط بدمزہ کرتی ہیں۔ اس رپورٹ کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے کیونکہ اس سے فسادات کی وجوہ اور نفسیات سمجھنے میں مدد ملے گی۔

(بہ شکریہ اردو بک ریویو نومبر۔دسمبر 2006)

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی تازہ ترین مطبوعات کا مختصر تعارف



لال ٹین کی چھت   نرمل ورما

مترجم: عادل اسیر

قیمت: 75.00   ISBN 81-237-4454-4

نرمل ورما ہندی کے ان چند ادیبوں میں سے ایک ہیں جنھیں اپنی زندگی میں ہی اپنی تخلیقات کو کلاسیک بنتے دیکھنے کا نادر موقع خوش قسمتی سے حاصل ہوا ہے۔ تقریباً سبھی نقاد اس بات پر متفق ہیں کہ ہندی کی موجودہ کہانی کی تکنیک کو ایک فیصلہ کن موڑ دینے کا شرف انھیں حاصل ہے۔

لال ٹین کی چھت نرمل ورما کا دوسرا ناول ہے۔ پہلا ناول ''وہ دن'' 1964 میں شائع ہوا تھا۔ موجودہ ناول ''لال ٹین کی چھت'' انھوں نے 1970 میں لکھنا شروع کیا اور اپریل 1974 میں اسے مکمل کیا۔ دلی، لندن اور شملہ میں لکھے گئے اس ناول میں نرمل ورما کی فن کاری اپنے پورے عروج پر نظر آتی ہے۔

لال ٹین کی چھت ایک ایسی اکیلی لڑکی کی کہانی ہے جو اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ پہاڑی شہر میں رہتی ہے۔ سردی کی لمبی، سنسان چھٹیوں میں وہ ادھر ادھر بھٹکتی ہے۔ اس نے اپنے اطراف میں ایک طلسمی جال سا بن لیا ہے۔ جس میں بیشتر اوقات وہ خود اپنی جھوٹی سچی یادوں سے کھیلتی رہتی ہے۔ وہ ایک ایسی سرحد پر کھڑی ہے، جس کے پیچھے بچپن چھوٹ چکا ہے اور آنے والا وقت متعدد اشارات و پیغامات سے بھرا ہے۔ ایک کنارے پر عجیب سی دہشت ہے تو دوسرے کنارے پر ایک زبردست کشش اور ان دونوں کے بیچ جو اندھیری بھول بھلیاں پھیلی ہے، پورا ناول اس کے کونوں کو چھوتا، پکڑتا، چھوڑتا ہوا چلتا ہے۔



سُنیتا   جینیندر کمار

مترجم   پریم پال اشک

قیمت: 90.00   ISBN 81-237-4736-5

جینیندر کمار ہندی کے ایک اہم ناول نگار، کہانی کار، مضمون نگار اور مفکر کے روپ میں مشہور ہیں۔ سنیتا (1935) کے علاوہ پرکھ (1929)، تیاگ پتر (1937)، مکتی بودھ (1965) ان کے اہم ناول ہیں۔ ایک درجن کے قریب کہانیوں کے مجموعے بھی ہیں جن میں پھانسی، وہ چڑیا، ایک رات، نیل دیش کی ایک راج کنیا اور پازیب قابل ذکر ہیں۔

'سنیتا' جس دور میں لکھا گیا اس دور میں ہندستانی سماج ایک بیداری کے عمل سے گزر رہا تھا۔ جینیندر کمار اس بیداری کے بارے میں باخبر تھے اور تحریک آزادی میں شریک بھی۔ سنیتا میں اس زمانے کی سیاست اور مختلف دھاراؤں کا تصادم دکھائی دیتا ہے۔

سنیتا کے ذریعہ جینیندر کمار نے ہندستانی سماج میں عورت کی حالت، اس کے تفکرات اور اس کی فکر کے بارے میں جو سوال 1935 میں اٹھائے تھے وہ آج بھی سوال ہی ہیں۔ ان کے سوالوں کے روبرو ہونے اور انھیں ہو بہو جاننے کے لیے سنیتا کو ایک بار پڑھنا ضروری ہے۔



نوکر کی قمیص   ونود کمار شکل

مترجم   مسعود فاروقی

قیمت: 90.00   ISBN 81-237-4714-4

'نوکر کی قمیص' ہندستانی زندگی کی سچی تصویرکشی کے ساتھ انسان کی اندرونی کشمکش کو بھی بے نقاب کرتا ہے۔ اس ناول کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے کردار خیالی نہیں بلکہ ایسے دنیاوی لوگ ہیں جو تصوراتی اور حقیقی زندگی ایک ساتھ جیتے ہیں۔ کہیں بھی ایسا نہیں محسوس ہوتا کہ کردار کو غیرضروری طور پر کوئی اہمیت دی گئی ہو۔ ناول میں ہر پیراگراف اور ہر کردار کی اپنی اہمیت ہے۔

مرکزی کردار سنتو بابو ایک ایسا دنیاوی آدمی ہے جو واقعات کو گڑھتا نہیں بلکہ واقعات سے جدوجہد کے لیے مجبور ہے اور ساتھ ہی اس سوسائٹی کے ذریعہ استحصال کیے جانے پر بھی آج کی بیوروکریسی اور احسان فراموش لوگوں کو یہ ناول سیدھے طور پر بے نقاب نہیں کرتا بلکہ چھوٹے چھوٹے جملوں کے سہارے طنزیہ پیرائے میں ماحول بھی پیدا کرتا ہے۔

ونود کمار شکل کے گہرے مشاہدے کا ہی کمال ہے کہ ناول کو پڑھنے کے بعد زندگی کی بہت سی بے رحم صداقتیں دماغ میں بتدریج ترتیب کے ساتھ نقش ہوتی چلی جاتی ہیں۔ ان کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں تجربہ اور صداقت کو اس طرح ہم آہنگ کر دیا گیا ہے کہ ان کا مجموعی تاثر نہ صرف ذہن میں جھنجھناہٹ پیدا کرتا ہے بلکہ ایسا کاری ضرب بھی لگاتا ہے، جو ہمیں تڑپنے پر مجبور کردے۔

نیشنل بک ٹرسٹ: ماضی کے جھروکے سے



یہاں پیش ہے پچاس برس پہلے 1 راگست 1957 کو این بی ٹی کے قیام کے موقع کا یادگار منظر۔ یہ تقریب نئی دہلی کے وگیان بھون میں منعقد ہوئی تھی۔ اس تصویر میں ملک کے نائب صدر ڈاکٹر ایس۔ رادھا کرشنن خطاب کر رہے ہیں۔ ڈائس پر وزیر پنڈت جواہر لعل نہرو، وزیر تعلیم مو ا ۔ اور ٹرسٹ کے صدر سی. ڈی. دیشمکھ ہے۔

آپ کی بات



این. بی. ٹی کے خبرنامہ کا پہلا اردو شمارہ ملا۔ دیکھ کر دلی مسرت ہوئی۔ پرچہ ترتیب اور طباعت کی خوبیوں کا آئینہ دار ہے۔ اردو کا بازار کچھ سرد ضرور ہے۔ قارئین کی تعداد بھی زیادہ نہیں۔ پھر بھی امید ہے کہ تعلیم بڑھے گی تو قارئین کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ پروفیسر انیتا اندر سنگھ کی کتاب ''تقسیم ہند'' کا ترجمہ اردو میں شائع ہو۔ دوسری انگریزی کتابوں کے ترجمہ پر بھی توجہ ہونی چاہیے۔

— قمر رئیس، دہلی

جلد 1 شمارہ 2 راکتوبر تا دسمبر 2006 میں مشمولہ مضمون ناخواندوں کی تحریر کے لیے اردو میں ورکشاپ ہریانہ اردو اکادمی (پنچکولہ) میں منعقد کیا گیا جو معلوماتی اعتبار سے ذہن کشا، علمی جہد کا حامل ہے۔ خبر نامے کے صفحے نمبر 3 پر درج ''ہندستان فرینک فرٹ'' 2006 میں جرمنی میں کثیر، متنوع لسانی، تہذیبی، ثقافتی اور ادبی رنگارنگ کے لحاظ سے موجودہ ہندستان کو ایشیائی معاشی تکنیکی پیمانے پر بہ اعتبار سیاسی قوت جرمنی رپورٹ کے مطابق گذشتہ تمام ریکارڈ کی تعداد سے آگے جا پہنچا یہ بات اہل ہند کے سبھی نظریے فکر کے عوام و خواص کے لیے باعث فخر ہے اور ادارے کے جملہ اراکین کی ہمہ جہتی اظہر من الشمس ہے۔

مجھے توصیف و تحسین کے لیے اپنا ذخیرۂ الفاظ محدود لگتا ہے لیکن عزت مآب شری ارجن صاحب کے لیے دل سے دعائیں نکلتی ہیں کہ ہماری ملکی سیاست کے استحکام اور عالم گیر پیمانے پر ثقافتی روابط کے لیے ان کا سایہ سلامت رہے.....

— بسم اللہ عدیم، برہان پور

خبرنامہ کی ضرورت اردو کے لیے ضروری تھی اور یہ کمی آپ نے پوری کی ہے۔ اگر ہو سکے تو اس کے صفحات میں اضافہ کر کے اردو دنیا کے تازہ ترین حالات کا اس کو آرگن بنانے میں آپ خصوصی توجہ دیں گے۔ خبرنامہ میں دی گئی تازہ ترین معلومات سے اردو پڑھنے والے یقیناً مستفیض ہوں گے۔ اس کے اجرا پر ادارہ اور اس سے وابستہ تمام افراد کو مبارکباد کے ساتھ جذبات تحسین پیش ہیں۔

— شکیل احمد، لائبریرین، اردو لائبریری، اُجین

خبرنامہ این بی ٹی کا پہلا اور آج دوسرا شمارہ بھی دستیاب ہوا۔ کرم فرمائی کے لیے مشکور ہوں۔ امید ہے کہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔
تقسیم ہند پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، انگریزی کتاب دی پارٹیشن آف انڈیا کا اردو روپ آپ پیش کریں تو بہتر ہوگا۔ کتاب کی تقریب میں بزرگ صحافی کلدیپ نیر کی باتیں بہت قیمتی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ خبرنامہ جلد ہی ماہنامہ ہو جائے گا۔

— جلال الدین، جونپور

خبرنامہ این بی ٹی حکومت ہند کے وزارت ترقی انسانی وسائل کے تحت چلنے والا ادارہ نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کا اہم رسالہ ہے۔

اس رسالہ کے مضامین میں بیان کیے گئے خیالات سے ٹرسٹ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ایڈیٹر : ڈاکٹر شمس اقبال
پروڈکشن تعاون : دیوی دین

قارئین سے گذارش ہے کہ وہ خبرنامہ این بی ٹی کے بارے میں اپنے خیالات مدیر کو لکھیں۔

لیزر ٹائپ سیٹنگ اور لے آؤٹ ڈیزائننگ کیپٹل کریئشنس منیرکا میں کیا گیا۔

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا کی طرف سے ڈائریکٹر محترمہ نزہت حسن کے ذریعہ اراولی پرنٹرس اینڈ پبلشرس، ڈبلیو 30-، اوکھلا فیز II، نئی دہلی 110020 سے طبع اور اے 5 گرین پارک، نئی دہلی 110016 سے شائع شدہ۔